روزنامہ **الفضل** ربوہ

فون: ۴۴۹

ایڈیٹر: نسیم سیفی

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴

جلد ۷۴/۳۹ | اتوار ۲۵ رجب ۱۴۰۹ھ ÷ ۵ امان ۱۳۶۸ہش ÷ ۵ مارچ ۱۹۸۹ء | نمبر ۵۴

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ارشادات عالیہ سیدنا حضرت اقدس بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ

"میں ہمیشہ یہی کہتا ہوں کہ گناہ سے بچنے کی سچی فلاسفی یہی ہے کہ گناہ کی ضرر دینے والی حقیقت کو پہچان لیں اور اس بات پر یقین کر لیں کہ ایک زبردست ہستی ہے جو گناہوں سے نفرت کرتی ہے اور گناہ کرنے والے کو سزا دینے پر قادر ہے۔"

"ہر شخص جو دنیا میں آتا ہے اس کا فرض ہونا چاہیئے کہ دھوکے اور خطرہ سے بچے۔ پس گناہ کے نیچے ایک خطرناک اور تمام خطروں اور دھوکوں سے بڑھ کر ایک دھوکا ہے میں آگاہ کرتا ہوں کہ اس سے بچنا چاہیئے اور یہ بھی بتاتا ہوں کہ کیونکر بچنا چاہیئے۔ اگرچہ اس سے پہلے ایک اور مسئلہ بھی ہے جو خدا کی ہستی کے متعلق ہے۔ مگر میں سردست اس کو چھوڑتا ہوں اور اس دوسرے مقصد کو لیتا ہوں جس کا ماحصل اور مدعا یہ ہے کہ ہر ایک آدمی بجائے خود نیک بننا چاہتا ہے اور نیکی کو اچھا سمجھتا ہے۔ اختلاف اگر ہے تو ان طریقوں اور حیلوں میں ہے جو نیکی کے حصول کے لیے اختیار کئے جاتے ہیں۔ مگر مشترک طور پر نفس نیکی کو سب پسند کرتے اور چاہتے ہیں۔ جھوٹ بولنا کون پسند کرتا ہے۔ جذبات نفسانی سے بچنے کو اچھا کہتے ہیں۔ مگر ہم دیکھتے ہیں کہ باوجود بدیوں کو بدی سمجھنے کے بھی ایک دنیا ان میں گرفتار ہے اور گناہ کے سیلاب میں بہتی ہوئی جا رہی ہے۔"

"پس گناہوں سے بچنے کا سچا طریق جو مجھے بتایا گیا ہے اور جس کو کل انبیاء کی پاک جماعت نے اپنے اپنے وقت پر دنیا کے سامنے پیش کیا ہے وہ یہی ہے کہ انسانی جذبات پر انسان کو اسی وقت کامل فتح مل سکتی ہے اور شیطان اور اس کی ذریت کی شکست کا وہی وقت ہو سکتا ہے جب انسان کے دل پر ایک درخشاں یقین نازل ہو کہ خدا ہے۔ اور اس کی پاک صفات کے صریح خلاف ہے کہ کوئی گناہ کرے اور گنہگاروں پر اس کا غضب بھڑکتا ہے اور پاکبازوں کو اس کا فضل و رحمت ہر بلا سے نجات دیتے ہیں۔ اور یہ معرفت اور یہ یقین حاصل نہیں ہو سکتا جب تک ان لوگوں کے پاس ایک عرصہ تک نہ رہیں جو خدا تعالیٰ سے شدید تعلق رکھتے ہیں اور خدا سے لے کر مخلوق کو پہنچاتے ہیں۔"

(ملفوظات جلد سوم صفحہ ۱۰، ۱۴، ۲۱)

اخبار احمدیہ

مکرم محمد اشرف ناصر صاحب مربی سلسلہ کراچی کا سب سے چھوٹا بیٹا عزیزم اکبر طاہر صاحب ۲ مارچ ۱۹۸۹ء بروز جمعرات ساڑھے چار بجے صبح آغا خان ہسپتال کراچی میں وفات پاگیا۔

۲ مارچ کو نماز ظہر کے بعد احمدیہ ہال کراچی میں مولانا سلطان محمود انور صاحب ناظر اصلاح و ارشاد نے کثیر احباب سمیت نماز جنازہ پڑھائی اسی روز بذریعہ ہوائی جہاز نعش رات کے بارہ بجے ربوہ لائی گئی جہاں دوسرے دن ۳ مارچ کو فجر کی نماز کے بعد بیت المبارک میں محترم مولانا دوست محمد صاحب شاہد نے نماز جنازہ پڑھائی۔ عام قبرستان میں تدفین مکمل ہونے کے بعد مولانا نے ہی دعا کرائی۔

عزیزم اکبر طاہر دو سال سے بوجہ "لیکومیا" بیمار چلا آرہا تھا اس تکلیف دہ بیماری کا وہ بڑی جواں مردی صبر اور حوصلہ سے مقابلہ کرتا رہا۔ اس دوران متعدد بار زندگی و موت کی کشمکش میں مبتلا رہا۔ قدرت نے اسے ظاہری حسن سے نوازا تھا۔ لمبا قد۔ سرخ و سفید رنگ خوبصورت نقش و نگار کہ ملنے اور دیکھنے والوں کی توجہ کا بہت جلد مرکز بن جاتا لیکن اس کے ساتھ ہی صاف گو۔ خوش مزاج اور خوش گفتار تھا ہر ایک سے محبت سے پیش آنے والا۔ خدمت کرنے والا اور دوسروں کی تکلیف کو اپنے سینے میں محسوس کرنے والا تھا۔ وہ اس قدر معصوم تھا کہ دوسروں کے مذاق کو بھی حقیقت سمجھ کر پریشان ہو جاتا۔ انہی خوبصورت عادات کی وجہ سے وہ اپنے بہن بھائیوں کی آنکھ کا تارا اور والدین کا لاڈلا اور چہیتا تھا۔ وہ اتنا ذہین تھا کہ میٹرک میں باوجود اسے گریڈ لینے کے غیر مطمئن تھا ہمیشہ اپنی تعلیم کے بارہ میں منصوبے بناتا رہتا کراچی کے معروف کالج۔ ڈی۔ جے سائنس کالج میں فرسٹ ائیر کا امتحان دینے والا تھا کہ اس موذی اور خطرناک بیماری نے حملہ کیا جس پر اس کے سارے تعلیمی منصوبے اور پروگرام ادھورے رہ گئے۔

مکرم محمد اشرف ناصر صاحب فرماتے ہیں عزیزم اکبر طاہر نے اپنی بیماری کے ان ایام میں بہت دعائیں لیں۔ پیارے سیدنا حضرت امام نے اپنے متعدد خطوط میں عزیز کو اپنی دعاؤں سے نوازا۔ مرکز سلسلہ اخبار الفضل اور بیرونی جماعتوں میں اکثر اس کے لئے دعاؤں کے اعلانات ہوتے رہے اور احباب اپنے نوازش ناموں میں اپنی دلی دعاؤں کا اظہار فرماتے رہے۔ لیکن خدا کا اپنا نظام ہے جس کے آگے پر مارنے کی گنجائش نہیں۔

:- باقی صفحہ ۸ پر :-

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ
پبلشر: مسعود احمد، پرنٹر: قاضی منیر احمد مطبع ضیاء الاسلام پریس ربوہ
مقام اشاعت: دارالنصر غربی ربوہ قیمت: ایک روپیہ پچاس پیسے

۵ امان ۱۳۶۸ ہش — ۵ مارچ ۱۹۸۹ء

مصالحت کی ضرورت ہے

جیسا کہ ہم پہلے بھی اس کالم میں کہہ چکے ہیں جو لوگ ہماری طرح بلاواسطہ یا بالواسطہ سیاست سے منسلک نہیں وہ بھی کم ازکم یہ بات سوچنے پر تو مجبور ہیں کہ حالات کیا رخ اختیار کرتے ہیں۔ یہ نہیں کہ آگے کون بڑھتا ہے اور پیچھے کون ہٹتا ہے یعنی شخصیات کے متعلق نہیں بلکہ حالات کے متعلق۔ حالات سے ملک کا ہر شہری متاثر ہوتا ہے اور یہی بات اسے یہ حق دیتی ہے کہ وہ سوچے اور اپنی سوچ کا اظہار کرے۔

آج کل جو بات قابلِ فکر ہے۔ بلکہ فکر کی بجائے ہمیں تشویش کا لفظ استعمال کرنا چاہیئے۔ وہ یہ ہے کہ مرکز اور ایک صوبے کے حالات بد سے بدتر ہو رہے ہیں۔ ہم یہ نہیں کہتے کہ کون ٹھیک ہے اور کون غلط۔ لیکن یہ ضرور کہیں گے کہ سارا ملک اس کے غلط اور تکلیف دہ نتائج بھگت رہا ہے اب بات زیادہ ہی کھل کر سامنے آنے لگی ہے افسران بالا بھی اس سے متاثر ہو رہے ہیں۔ صوبہ ایک بات چاہے اور مرکز دوسری بات۔ اور دونوں ایک دوسرے کی بات کو رد کرنے پر تل جائیں۔ اور اپنی بساط کے مطابق ایکشن بھی لینا شروع کردیں تو آپ خود سوچیئے کہ کام کیسے چلے گا۔ خاص طور پر پولیس کے افسران گومگو میں پڑ جائیں تو وہ لوگ جن کی حفاظت ان کی ذمہ داری ہے ان کا کیا بنے۔

ہمیں یہ کشمکش بڑی کھلتی ہے ہم نہ مرکز کو ذمہ دار ٹھہراتے ہیں اور نہ صوبے کو۔ شائد یہ بات تالی کے ساتھ مناسبت رکھتی ہے تالی ایک ہاتھ سے نہیں بجا کرتی۔ آپ نہ دائیں ہاتھ کو کچھ کہہ سکتے ہیں نہ بائیں کو۔ دونوں ہی اس "کارِ خیر" میں ملوث ہوتے ہیں۔

ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے تمام سیاستدانوں کو صحیح خطوط پر سوچنے اور کام کرنے کی توفیق دے تاکہ سب مل جل کر اہلیانِ وطن کے کام آ سکیں اور عوام الناس کی بہبود کے کام سر انجام دے سکیں۔ ہماری دعائیں سب کے لئے ہیں

سب ہمارے ہیں اور ہم سب کے
کالے گورے عیال ہیں رب کے
کام آ کر کسی کے، ہم خوش ہوں
ہم نہ ہوں صرف اپنے مطلب کے

—— ابو الاقبال

کجروی سے ہو گیا کج رو زمانے کا مزاج
لمحے لمحے پر مسلط ہو گئے رسم و رواج

سوچ کے فقدان نے یہ گُل کھلائے چار سُو
خوب تر آیا نظر اچھے بُرے کا امتزاج

انکساری کو تو اپنی کمتری کا ہے خیال
بن گئی ہے خودسری اچھے بھلوں کے سر کا تاج

نوجوانانِ جماعت آپ پر ہے منحصر
رکھ سکے تو آپ رکھیں گے زمانے بھر کی لاج

آپ کا حُسنِ نظر سب کو بنا ڈالے حسیں
اہلِ دانش کے دلوں پر آپ نے کرنا ہے راج

یہ عبث ہے دوسروں کے عیب گنواتے رہیں
یوں اگر ہو تو کوئی چھلنی بنے گا، کوئی چھاج

فقر پر ہو فخر تو آئیں نظر سب زیرِ پا
دل غنی ہو تو نہیں ہوتی کسی کی احتیاج

مَیں تو اپنے ذوقِ شعری پر رہا نادم مگر
دوست کے حُسنِ سماعت نے دیا مجھ کو خراج

خونِ ناحق دُھل نہ پائے جس کے ہاتھوں سے نسیمؔ
اعترافِ جُرم پر اس کے تردّد کا علاج؟

—— نسیمؔ سیفی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اسیروں کا رُستگار

۲۰ فروری کی پیشگوئی میں مذکور ۳۴ ویں علامت کہ " وہ اسیروں کی رُستگاری کا موجب ہوگا "، سیدنا حضرت فضل عمر کے وجودِ مبارک میں پورے ہونے کی تفصیل سیدنا حضرت فضل عمر نے ۲۸ دسمبر ۱۹۴۴ء کو جلسہ سالانہ کے دن تقریر کرتے ہوئے بیان فرمائی تھی۔ اس تقریر کا ایک حصہ ہدیۂ قارئین کیا جارہا ہے:

اللہ تعالیٰ نے میرے ذریعہ اس پیشگوئی کو پورا کیا (حضرت فضلِ عمر)

ایک پیشگوئی یہ کی گئی تھی کہ وہ اسیروں کی رستگاری کا موجب ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے اس پیشگوئی کو بھی میرے ذریعہ سے پورا کیا۔ اوّل تو اس طرح کہ اللہ تعالیٰ نے میرے ذریعہ سے اُن قوموں کو ہدایت دی جن کی طرف .... کو توجہ ہی نہیں تھی۔ اور وہ نہایت ذلیل اور پست حالت میں تھیں۔ وہ اسیروں کی سی زندگی بسر کرتی تھیں نہ ان میں تعلیم پائی جاتی تھی نہ ان کا تمدّن اعلیٰ درجہ کا تھا۔ نہ انکی تربیت کا کوئی سامان تھا۔ جیسے افریقن علاقے ہیں کہ ان کو دنیا نے الگ پھینکا ہوا تھا اور وہ صرف بیگار اور خدمت کے کام آتے تھے۔ ابھی مغربی افریقہ کے ایک نمائندہ آپ لوگوں کے سامنے پیش ہوچکے ہیں۔ اس ملک کے بعض لوگ تو تعلیمیافتہ ہیں لیکن اندرونِ ملک میں کثرت سے ایسے لوگ پائے جاتے ہیں جو کپڑے تک نہیں پہنتے تھے اور ننگے پھرا کرتے تھے۔ ایسے وحشی لوگوں میں سے اللہ تعالیٰ کے فضل سے میرے ذریعہ ہزارہا لوگ (دین حق۔ ناقل) میں داخل ہوئے ...... اس کا عیسائیوں پر اسقدر اثر ہے کہ انگلستان میں پادریوں کی ایک بہت بڑی انجمن ہے جو شاہی اختیارات رکھتی ہے اور گورنمنٹ کی طرف سے عیسائیت کی تبلیغ اور اس کی نگرانی کے لیے مقرر ہے۔ اس نے ایک کمیشن اس غرض کے لیے مقرر کیا تھا۔ کہ وہ اس امر کے متعلق رپورٹ کرے کہ مغربی افریقہ میں عیسائیت کی ترقی کیوں رُک گئی ہے اس کمیشن نے اپنی انجمن کے سامنے جو رپورٹ پیش کی۔ اس میں درجن سے زیادہ جگہ احمدیت کا ذکر آتا ہے اور لکھا ہے کہ اس جماعت نے عیسائیت کی ترقی کو روک دیا ہے۔ غرض مغربی افریقہ اور امریکہ دونوں ملکوں میں حبشی قومیں کثرت سے (احمدی ہورہی ہیں۔ ناقل) ہیں اس طرح اللہ تعالیٰ نے ان قوموں میں دعوت الی اللہ کا موقع عطا فرما کر مجھے ان اسیروں کا رُستگار بنایا اور ان کی زندگی کا معیار بلند کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔

آزادیٔ کشمیر کیلئے جدوجہد

پھر اسیروں کی رستگاری کے لحاظ سے کشمیر کا واقعہ بھی اس پیشگوئی کی صداقت کا ایک زبردست ثبوت ہے اور ہر شخص جو ان واقعات پر سنجیدگی کے ساتھ غور کرے۔ یہ تسلیم کیے بغیر نہیں رہ سکتا کہ اللہ تعالیٰ نے میرے ذریعہ سے ہی کشمیریوں کی رستگاری کے سامان پیدا کیے۔ اور ان کے دشمنوں کو شکست دی۔ کشمیر کی قوم اس طرح غلامی کی زنجیروں میں جکڑی ہوئی تھی کہ گورنمنٹ کا یہ فیصلہ تھا کہ زمین ان کی نہیں بلکہ راجہ صاحب کی ہے گویا سارا ملک ایک مزارع کی حیثیت رکھتا تھا۔ اور راجہ صاحب کا اختیار تھا کہ جب جی چاہا ان کو نکال دیا۔ انہیں نہ درخت کاٹنے کی اجازت تھی اور نہ زمین سے کسی اور رنگ میں فائدہ حاصل کرنے کی۔ بیگار کا یہ حال تھا کہ .... میں کشمیر گیا تو ایک مقام سے چلتے وقت میں نے تحصیلدار سے کہا کہ ہمارے لیے کسی مزدور کا انتظام کردیا جائے۔ اس نے رستہ میں سے ایک شخص کو پکڑ کر ہمارے پاس بھیج دیا کہ اس کے سر پر اسباب رکھوا دیں۔ ہم نے اسے سامان دے دیا مگر ہم نے دیکھا کہ وہ رستہ میں بار بار ہائے ہائے کرتا تھا۔ آخر کار ایک جگہ پہنچ کر اس نے تھک کر ٹرنک نیچے رکھ دیا۔ میں نے اس کی یہ حالت دیکھی تو مجھے بڑا تعجب ہوا اور میں نے اس سے کہا کہ کشمیری تو بہت بوجھ اٹھانے والے ہوتے ہیں۔ تم سے یہ معمولی ٹرنک بھی نہیں اٹھایا جاتا۔ وہ کہنے لگا میں مزدور نہیں ہوں میں تو زمیندار ہوں۔ اپنے گاؤں کا معزز شخص ہوں اور دولہا ہوں جو بارات میں جارہا تھا کہ مجھے راستہ میں تحصیلدار نے پکڑ لیا اور اسباب اٹھانے کیلئے آپ کے پاس بھیج دیا۔ میں نے اسی وقت اسے چھوڑ دیا کہ تم جاؤ ہم کوئی اور انتظام کرلیں گے۔ اس سے تم اندازہ لگا سکتے ہو کہ وہ کس قدر دُکھی اور گری ہوئی حالت میں تھے۔ میں نے خود کشمیر میں اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ سَو دو سو کے قریب مسلمان جمع ہیں اور ایک ہندو ان کو ڈانٹ رہا ہے اور وہ بھی کوئی افسر نہیں تھا بلکہ معمولی تاجر تھا۔ وہ سارے کے سارے مسلمان اس کے خوف سے کانپ رہے تھے۔

تحریک کشمیر کے واقعات

جب تحریک کشمیر کا آغاز ہوا۔ اس وقت شملہ میں ایک میٹنگ ہوئی۔ جس میں میں بھی شامل ہوا۔ سر اقبال اس وقت زندہ تھے۔ وہ بھی شریک ہوئے۔ سر میاں فضل حسین صاحب بھی موجود تھے ان سب نے مجھ سے کہا کہ اس بارہ میں آپ وائسرائے سے ملیں اور اس سے گفتگو کرکے معلوم کریں کہ وہ کس حدتک کشمیر کے معاملات میں دخل دے سکتا ہے جس حدتک دخل دے سکتا ہو۔ اس حد تک ہمیں یہ سوال اٹھانا چاہیئے۔ چونکہ گورنمنٹ کی پالیسی یہ ہوتی ہے کہ ریاستی معاملات میں زیادہ دخل نہ دیا جائے۔ اس لیے وائسرائے سے پہلے مل لینا ضروری ہے۔ تاکہ ہمیں معلوم ہوسکے کہ وہ کس حدتک ان معاملات میں دخل دے سکتے ہیں۔ میں نے ان سے کہا کہ میں اس مجلس میں اس شرط پر شریک ہوسکتا ہوں کہ وائسرائے سے نہیں بلکہ ہم کشمیریوں سے پوچھیں گے کہ تمہارے کیا مطالبات ہیں اور پھر ہم کوشش کریں گے کہ گورنمنٹ ان مطالبات کو منظور کرے یہ طریق درست نہیں کہ وائسرائے سے پوچھا جائے کہ وہ کس حدتک دخل دے سکتا ہے۔ بلکہ ہم سب سے پہلے کشمیر کے لوگوں سے پوچھیں گے کہ وہ کیا چاہتے ہیں اور پھر ان کے مطالبات کو پورے زور کیساتھ گورنمنٹ کے سامنے رکھیں گے۔ سر اقبال کہنے لگے پھر آپ ہی اس کمیٹی کے پریذیڈنٹ بن جائیں۔ ہمیں آپ کی صدارت پر اتفاق ہے۔ میں نے کہا۔ میں پریذیڈنٹ بنا تو لوگ شور مچادیں گے ....

.... کسی اور کو بنا لیجئے وہ کہنے لگے کہ میں تو تیار ہوں کہ آپ کو پریذیڈنٹ تسلیم کروں۔ دوسرے لوگوں نے بھی اس پر زور دیا۔ اور آخر میں پریذیڈنٹ بن گیا۔ کیونکہ خدا چاہتا تھا کہ میرے ذریعہ سے اسیروں کی رستگاری ہو۔ اور حضرت (بانی سلسلہ احمدیہ۔ ناقل) کی پیشگوئی پوری ہو۔ جب میں صدر بنا تو اس کے بعد لارڈ ولنگڈن سے میں اس غرض سے ملا۔ پہلے تو وہ بڑی محبت سے باتیں کرتے رہے۔ جب میں نے کشمیر کا نام لیا تو وہ اپنے کوچ سے کچھ آگے کی طرف ہو کر کہنے لگے کہ کیا آپ کو بھی کشمیر کے معاملات میں انٹرسٹ ہے۔ آپ تو مذہبی آدمی ہیں۔ مذہبی آدمی کا ان باتوں سے کیا تعلق ہوسکتا ہے میں نے کہا۔ میں بے شک مذہبی آدمی ہوں۔ اور مجھے مذہبی امور میں ہی دخل دینا چاہیئے۔ مگر کشمیر میں تو

Digitized by Khilafat Library Rabwah

لوگوں کو ابتدائی انسانی حقوق بھی حاصل نہیں۔ اور یہ وہ کام ہے جو ہر مذہبی شخص کر سکتا ہے بلکہ اسے کرنا چاہیئے۔ اس لیے مذہبی ہونے کے لحاظ سے بھی اور انسان ہونے کے لحاظ سے بھی میرا فرض ہے کہ میں انہیں وہ ابتدائی انسانی حقوق دلواؤں جو ریاست نے چھین رکھے ہیں۔ آپ اس بارہ میں کشمیر کے معاملات میں دخل دیں تاکہ کشمیریوں پر جو ظلم ہو رہے ہیں ان کا انسداد ہو۔ وہ کہنے لگے آپ جانتے ہیں کہ ریاستوں کے معاملات میں ہم دخل نہیں دیتے۔ میں نے کہا میں یہ جانتا تو ہوں مگر کبھی کبھی آپ دخل دے بھی دیتے ہیں۔ چنانچہ میں نے کہا کیا حیدرآباد میں آپ نے انگریز وزیر بھجوائے ہیں یا نہیں۔ کہنے لگے تو کیا آپ کو پتہ نہیں۔ نظام حیدرآباد کیسا بُرا مناتا ہے۔ میں نے کہا۔ یہی بات تو میں کہتا ہوں کہ آخر وجہ کیا ہے کہ نظام حیدرآباد بُرا منائیں تو آپ ان کی کوئی پرواہ نہ کریں۔ اور مہاراجہ صاحب کشمیر بُرا منائیں تو آپ ان کے معاملات میں دخل دینے سے رک جائیں۔ یہ ہندو اور مسلم میں سوتیلے بیٹوں والا فرق آپ کیوں کرتے ہیں۔ آخر یا تو وہ یہ کہہ رہے تھے کہ گورنمنٹ ریاستی معاملات میں دخل نہیں دے سکتی اور یا کہنے لگے کہ جب مجھے وائسرائے مقرر کیا گیا تھا تو وزیرِ ہند نے مجھ سے کہا کہ ہندوستان کی سیاسی حالت سخت خراب ہے۔ کیا تم اس کو سنبھال لوگے۔ میں نے کہا میں سنبھال تو لوں گا مگر شرط یہ ہے کہ مجھے چھ مہینے کی مہلت دی جائے اور مجھ پر اعتراض نہ کیا جائے کہ تم نے کوئی انتظام نہیں کیا۔ ہاں اگر چھ مہینے کے بعد بھی میں انتظام نہ کر سکا تو آپ بے شک مجھے الزام دیں۔ انہوں نے کہا بہت اچھا۔ چھ مہینے یا سال نہیں میں آپ کو ۱۸ مہینے کی مہلت دیتا ہوں۔ آپ اس عرصہ کے اندر یہ کام کر کے دکھا دیں لارڈ ولنگڈن کہنے لگے وزیرِ ہند نے تو مجھے ۱۸ مہینے کی مہلت دی تھی اور آپ مجھے کچھ بھی مہلت نہیں دیتے۔ بلکہ چاہتے ہیں کہ فوری طور پر یہ کام کر دوں میں نے کہا اگر یہی بات ہے تو پھر جھگڑے کی کوئی بات ہی نہیں۔ انہوں نے تو ۱۸ مہینے کی آپ کو مہلت دی ہے۔ میں آپ کو ۱۸ سال کی مہلت دینے کے لیے تیار ہوں۔ بشرطیکہ آپ مجھے یقین دلائیں کہ کشمیر کے مسلمانوں کی حالت سُدھر جائے گی۔ انہوں نے کہا پانچ چھ ماہ تک مجھے حالات دیکھنے دیں میں وعدہ کرتا ہوں کہ اس عرصہ میں مجھ سے جو کچھ ہو سکا میں کروں گا اور کشمیر کے مسلمانوں کو ان کے حقوق دلانے کی پوری پوری کوشش کروں گا۔ چنانچہ اس کے بعد بڑے بڑے واقعات ہوئے۔ جن کو تفصیل کے ساتھ سنایا نہیں جا سکتا۔

بہرحال میں نے کوشش جاری رکھی یہاں تک کہ آہستہ آہستہ خدا تعالیٰ نے ہمیں ایسی طاقت عطا فرما دی کہ کشمیر کی گورنمنٹ سخت گھبرا گئی اور اس نے دو دفعہ مجھے پیغام بھیجا کہ آپ جموں آئیں اور مہاراجہ صاحب سے مل کر فیصلہ کر لیں۔ آپس کی گفتگو کے بعد جن حقوق کے متعلق اتفاق ہو گا وہ کشمیر کے مسلمانوں کو دے دیئے جائیں گے میں نے کہا میرے فیصلے کا کوئی سوال نہیں۔ کشمیر کے مسلمانوں کے حقوق کا فیصلہ ہونا ہے اور یہ فیصلہ کشمیر کے نمائندے ہی کر سکتے ہیں۔ میں نہیں کر سکتا۔ میں یہ نہیں چاہتا کہ میں آؤں اور آپ سے بات کر کے کچھ فیصلہ کر لوں۔ بلکہ میں یہ چاہتا ہوں کہ جن لوگوں کے حقوق کا سوال ہے اُن کے نمائندوں کو بات کرنے کا موقعہ دیا جائے۔ آخر وہی وائسرائے جنہوں نے کہا تھا کہ میں ان معاملات میں دخل نہیں دے سکتا جب بار بار اُن کو واقعات بتائے گئے تو انہوں نے بھی تسلیم کیا کہ کشمیر میں بہت سی خرابیاں ہیں جن کو دور کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ چنانچہ گورنمنٹ آف انڈیا نے بھی کشمیر گورنمنٹ پر زور دینا شروع کر دیا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ سر ہری کشن کول جو وزیر اعظم تھے اس بات پر مجبور ہوئے کہ میری طرف توجہ کریں۔ اور آخر انہوں نے مجھے کہلا بھیجا کہ آپ اپنے آدمی بھجوا دیں جن سے بات کر کے وہ حقوق جو مسلمانوں کو دیئے جا سکتے ہوں۔ ان کو دے دیئے جائیں

لارڈ ولنگڈن کا ایک خط

میں اس وقت دو خطوط سناتا ہوں جن میں سے ایک لارڈ ولنگڈن کے پرائیویٹ سیکرٹری کا ہے۔ لوگ عام طور پر کہتے ہیں۔ کہ کشمیریوں کو جو حقوق ملے ہیں وہ دوسروں کی کوشش کے نتیجہ میں ملے ہیں حالانکہ یہ صحیح نہیں چنانچہ اس کے ثبوت کے طور پر میں یہ خط پیش کرتا ہوں جو لارڈ ولنگڈن کے پرائیویٹ سیکرٹری الکیونڈ آئیلے کا لکھا ہوا ہے اور ۱۳ر نومبر ۱۹۳۱ء کا ہے

وہ اپنے خط میں لکھتے ہیں

اس خط کا ترجمہ یہ ہے:

" ہز ایکسی لینسی حضور وائسرائے نے فرمایا ہے کہ میں آپ کے خط مورخہ ۷ر نومبر ۱۹۳۱ء کا شکریہ ادا کروں۔ ہز ایکسی لینسی کو اس بات کے معلوم ہونے پر افسوس ہوا کہ آپ اُن کے پہلے جواب کو نا تسلی بخش خیال فرماتے ہیں۔ اور یہ محسوس کرتے ہیں کہ جو آپ نے اور آپ کی جماعت نے کشمیر میں امن کی خاطر کوششیں فرمائی ہیں ان کو قدر کی نگاہ سے نہیں دیکھا گیا اور یہ کہ حکومتِ ہند نے اس کی طرف توجہ نہیں فرمائی۔ ہز ایکسی لنسی کو یقین ہے کہ اس کا باعث کوئی غلط فہمی ہے۔ کیونکہ ان کا ہرگز کبھی یہ ارادہ نہیں ہوا کہ آپ کی اور آپ کی جماعت کی اس وفادارانہ امداد کو جو آپ ہمیشہ حکومت کی کرنے کیلئے تیار رہتے ہیں کسی طرح استخفاف کی نظر سے دیکھا جائے۔ لیکن آپ اس بات کو تسلیم فرمائیں گے کہ حکومت کے لیے یہ بات عملاً ناممکن ہے۔ کہ کسی ہندوستانی ریاست کے اندرونی معاملات کے متعلق ریاست پر یہ زور دے کہ وہ کسی بیرونی کمیٹی کے ساتھ معاملہ کرے خواہ وہ کمیٹی کیسی ہی نیک نیت اور نمائندہ حیثیت رکھتی ہو۔ اور اگر والئی ریاست ایسا چاہے تو اس صورت میں ضروری ہے کہ اس بارہ میں براہِ راست حکومتِ ہند کے ساتھ گفت و شنید کی جائے۔

حضور وائسرائے نے یہ بھی فرمایا ہے۔ کہ میں آپکو یقین دلاؤں کہ انہوں نے شروع سے ہی سوالِ کشمیر پر پورے فکر اور ہمدردی کے ساتھ غور کیا ہے۔ اور انہوں نے موجودہ مشکلات کے تسلی بخش اور پُرامن حل کا ذریعہ نکالنے میں کوئی دقیقہ اُٹھا نہیں رکھا۔ حضور وائسرائے آخری آدمی ہوں گے جو یہ کہیں گے کہ حکومت نے جو کچھ کیا ہے وہ بالکل درست ہے۔ یا یہ کہ وہ صحیح وقت کیا گیا ہے۔ لیکن وہ یہ ضرور سمجھتے ہیں کہ جو کچھ کیا گیا ہے اس کا واحد مقصد یہی تھا کہ مہاراجہ صاحب اور ان کی مسلمان رعایا کے مابین جلد سے جلد اور تسلی بخش تصفیہ ہو جائے۔ اور اُنہیں امید ہے کہ اس معاملہ میں انکی کوششیں جلد ہی نتیجہ پیدا کریں گی اور یہ کہ مسلمانانِ کشمیر میں پھر اعتماد پیدا ہو جائے گا۔

حضور وائسرائے فرماتے ہیں کہ میں آپ کا شکریہ ادا کروں کہ آپ نے نہائت صفائی سے اپنے خیالات اور آراء کو ظاہر فرما دیا ہے۔ اور یہ اُن کے لیے ایک مشکل سوال کے صحیح طور سمجھنے اور اس کے حل کرنے میں بہت مفید اور قیمتی ثابت ہوگا ہز ایکسی لنسی کو یقین ہے۔ کہ وہ آپ پر اور آل انڈیا کشمیر کمیٹی کے دوسرے ممبروں پر یہ اعتماد رکھ سکتے ہیں۔ کہ آپ اپنی بہترین کوششوں کے ساتھ ایک پُرامن ماحول پیدا کریں گے جس سے جلد اور تسلی بخش حل کرنے میں بہت بڑی مدد ملے گی۔

پرسنل اسسٹنٹ وزیر اعظم کشمیر کا خط

دوسرا خط وزیر اعظم کشمیر کے پرسنل اسسٹنٹ کا ہے جو انہوں نے میرے پرائیویٹ سیکرٹری کے نام لکھا۔ وہ خط یہ ہے۔

سرینگر۔ کشمیر

مورخہ ۱۰ر نومبر ۱۹۳۱ء

مکرمی پرائیویٹ سیکرٹری صاحب

تسلیم۔ آپ کا گرامی نامہ مورخہ ۳ر نومبر ۱۹۳۱ء جناب حضور والا شان پرائم منسٹر صاحب بہادر کے ملاحظہ سے گزرا۔ مختصراً جواب عرض کرتا ہوں کہ ابتدا سے یہ کوشش کی جارہی ہے کہ مسلمانانِ کشمیر کو ابتدائی جائز حقوق دینے میں بیحد جلدی کی جاوے اور خاص طور پر گزشتہ ایک ہفتہ سے تو شب و روز سوائے اس کام کے پرائم منسٹر صاحب کسی دوسرے کام کی طرف متوجہ نہیں ہوتے البتہ دو تین روز کیلئے جموں کے واقعات نے مجبور کیا کہ وہاں پرائم منسٹر صاحب خود تشریف لے جاویں جموں کے واقعات نے .... معاملۂ مطالبات کو قدرے التوا میں ڈال دیا اور صدر صاحب کے ساتھ گفت و شنید یا خط و کتابت میں بھی دیر محض اسی وجہ سے ہوئی ...... علاوہ بریں آل انڈیا کشمیر کمیٹی کے نمائندگان مقیمی سرینگر عبدالرحیم صاحب دردؔ اور مولانا اسمٰعیل غزنوی صاحب کے ساتھ اکثر تبادلہ خیالات ہوتا رہتا ہے اور میں یقین کرتا ہوں کہ وہ آپ کو بتلا سکیں گے کہ حکومتِ ہند نے اس معاملہ میں کس قدر دلچسپی لی ہے (دراصل گورنمنٹ کشمیر نے مجھے لکھا تھا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کہ اپنے دو نمائندے یہاں بھجوادیں جن سے ہم وقتاً فوقتاً گفتگو کرتے رہیں اس پر میں نے مولوی عبدالرحیم صاحب درد ایم اے اور مولوی محمد اسمٰعیل صاحب غزنوی کو بطور نمائندہ بھجوادیا تھا۔) کسی قدر یہ ہمیں تسلی بھی تھی کہ صدر صاحب خود ریاست کی سرحد پر آکر اپنے نمائندگان سے مل گئے ہیں اور تمام حالات معلوم کرگئے ہیں۔ (یہ درست ہے میں ہزارے کی طرف جاکر کشمیر کے نمائندوں سے ملا تھا۔ اور اُن سے میں نے تمام حالات معلوم کئے تھے) صدر صاحب کو معلوم ہوگیا ہوگا کہ مساجد وغیرہ کے اعلان میں صدر صاحب اور ہماری منشاء کے خلاف ہمیں اعلان کو جلد شائع کرنے کے لیے کس طرح سے رائے دی گئی۔ جو مجبوری کی حد تک پہنچ گئی۔ (میں نے انہیں کہا تھا کہ تم نے اپنے وعدہ کی خلاف ورزی کی ہے۔ اس پر وہ لکھتے ہیں کہ ہمیں کشمیر کے نمائندوں نے مجبور کیا تھا کہ ہم اس قسم کا اعلان کردیں) آپ نے صدر صاحب کے خیال کو اس شکل میں رکھا ہے کہ وہ یہ سمجھتے ہیں کہ ہم معاملہ کو لمبا کرنا چاہتے ہیں اور سنجیدگی کے ساتھ کسی مفید نتیجہ پر پہنچنے کی غرض سے گفتگو کرنا ہمارا مقصد نہیں۔ یہ محض غلط فہمی ہے۔ افسوس ہے کہ صدر صاحب نے ہماری مصروفیت اور مشکلات کا اندازہ نہیں کیا۔ لیکن ہر بات کا علاج وقت اور میعاد سے ہے۔ صدر صاحب عنقریب یقین کرنے پر تیار ہوجاویں گے کہ ہم معاملہ کو لمبا کرنا چاہتے ہیں یا مختصر۔ اور کہاں تک اس کے مشورہ صائب کے مطابق عمل کر رہے ہیں۔ آپ کے لکھنے کے مطابق صدر صاحب کی خواہش محض مسلمانانِ کشمیر کو حقوق دلوانے کی ہے جس میں حکومت پورے طور پر خود مصروف ہے۔

آپ کا صادق

جیون لعل پرسنل اسسٹنٹ

ان خطوط سے معلوم ہوسکتا ہے کہ گورنمنٹ آف انڈیا میری تحریک پر کام کررہی تھی اور کشمیر گورنمنٹ کے وزیراعظم بھی میرے مشورے سے ہی کام کرتے تھے ......

مہاراجہ صاحب کشمیر کا ملاقات کرنے سے انکار

آخر سر ہری کشن کول نے مجبور ہوکر مجھے لکھا کہ آپ اپنے چیف سیکرٹری کو بھیج دیں۔ مہاراجہ صاحب کہتے ہیں میں خود ان سے بات کرکے ان معاملات کا فیصلہ کرنا چاہتا ہوں۔ میں نے چوہدری فتح محمد صاحب سیال کو بھیج دیا۔ مگر ساتھ ہی انہیں کہہ دیا کہ یہ پرائم منسٹر کی کوئی چال نہ ہو۔ تیسرے دن ان کا تار پہنچا کہ میں یہاں تین دن سے بیٹھا ہوا ہوں مگر مہاراجہ صاحب ملاقات میں لیت و لعل کر رہے ہیں۔ میں نے کہا آپ ان پر حجت تمام کرکے واپس آجائیں۔ چنانچہ انہوں نے ایک دفعہ پھر ملاقات کی کوشش کی مگر جب انہیں کامیابی نہ ہوئی تو وہ میری ہدایت کے ماتحت واپس آگئے۔

چوہدری صاحب کے واپس آنے کے بعد سر ہری کشن کول کا خط آیا کہ مہاراجہ صاحب تو ملنا چاہتے تھے مگر وہ کہتے تھے کہ مرزا صاحب خود آتے تو میں ان سے ملاقات بھی کرتا۔ ان کے سیکرٹری سے ملاقات کرنے میں تو میری ہتک ہے۔ اتفاق کی بات ہے۔ اس کے چند دن بعد ہی میں لاہور گیا تو سر ہری کشن کول مجھ سے ملنے کیلئے آئے۔ میں نے ان سے کہا کہ مہاراجہ صاحب خود آتے تو میں ان سے ملاقات بھی کرتا آپ تو ان کے سیکرٹری ہیں اور آپ سے ملنے میں میری ہتک ہے۔ میرا یہ جواب سن کر وہ سخت گھبرایا۔ میں نے کہا پہلے تو میں تم سے ملتا رہا ہوں کیونکہ مجھے پتہ نہیں تھا کہ سیکرٹری کے ساتھ ملنے سے انسان کی ہتک ہو جاتی ہے۔ لیکن اب مجھے معلوم ہوا ہے کہ اگر سیکرٹری سے ملاقات کی جائے تو ہتک ہوجاتی ہے۔ اس لیے میں اب تم سے نہیں مل سکتا۔ گویا خدا تعالیٰ نے فوری طور پر مجھے ان سے بدلہ لینے کا موقع عطا فرمادیا۔

چوہدری افضل حق صاحب کی مخالفت

....

آخر اسی دوران میں ایک دن سر سکندر حیات خان صاحب نے مجھے کہلا بھیجا کہ اگر کشمیر کمیٹی ...... میں کوئی سمجھوتہ ہوجائے تو حکومت کسی نہ کسی رنگ میں فیصلہ کردے گی میں چاہتا ہوں کہ اس بارہ میں دونوں میں تبادلہ خیالات ہوجائے۔ کیا آپ ایسی مجلس میں شریک ہوسکتے ہیں۔ میں نے کہا مجھے شریک ہونے میں کوئی عذر نہیں۔ چنانچہ یہ میٹنگ سر سکندر حیات خان کی کوٹھی پر لاہور میں ہوئی۔ اور میں بھی اس میں شامل ہوا۔ چوہدری افضل حق صاحب بھی وہیں تھے۔

باتوں باتوں میں وہ جوش میں آگئے اور میرے متعلق کہنے لگے کہ انہوں نے الیکشن میں میری مدد نہیں کی اور اب تو ہم نے فیصلہ کرلیا ہے کہ احمدیہ جماعت کو کچل کر رکھ دیں۔ میں نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اگر جماعت احمدیہ کسی انسان کے ہاتھ سے کچلی جاسکتی تو کبھی کی کچلی جاچکی ہوتی اور اب بھی اگر کوئی انسان اسے کچل سکتا ہے تو یقیناً یہ رہنے کے قابل نہیں ہے پھر میں نے کہا یہ بھی درست نہیں کہ میں نے الیکشن میں آپکی مدد نہیں کی۔ ایک الیکشن میں مَیں نے آپ کی مخالفت کی ہے اور ایک الیکشن میں آپ کی مدد کی ہے۔ سر سکندر حیات خان بھی کہنے لگے۔ افضل حق تم بات بھول گئے ہو۔ انہوں نے ایک الیکشن میں تمہاری مدد کی تھی صرف ایک الیکشن میں انہوں نے تمہاری مخالفت کی ہے وہ کہنے لگے۔ میری بڑی ہتک ہوئی ہے اور اب تو میں نے احمدیت کو کچل کر رکھ دینا ہے۔

مسلمانانِ کشمیر کی جلد بازی

جب اس طرح کوئی فیصلہ نہ ہوا تو گورنمنٹ آف انڈیا نے ایک والیٔ ریاست کو اس غرض کے لیے مقرر کیا کہ کسی طرح اس جھگڑے کا وہ فیصلہ کروادیں۔ انہوں نے میری طرف آدمی بھیجے اور کہا کہ جب تک آپ دخل نہیں دیں گے یہ معاملہ کسی طرح ختم نہیں ہوگا۔ میں نے کہا مجھے تو دخل دینے میں کوئی اعتراض نہیں۔ میری تو اپنی خواہش ہے کہ یہ جھگڑا دور ہوجائے۔ آخر ان کا پیغام آیا کہ آپ دہلی آئیں۔ میں دہلی گیا۔ چوہدری ظفر اللہ خان صاحب بھی میرے ساتھ تھے۔ دو دفعہ ہم نے کشمیر کے متعلق سکیم تیار کی اور آخر گورنمنٹ آف انڈیا کے ساتھ فیصلہ ہوا کہ ان ان شرائط پر صلح ہوجانی چاہیئے۔ اُسوقت کشمیر میں بھی یہ خبر پہنچ گئی اور مسلمانوں نے سمجھا کہ اگر ہم نے فیصلہ میں دیر کی تو تمام کریڈٹ جماعت احمدیہ کو حاصل ہوجائے گا۔ چنانچہ پیشتر اس کے کہ ہم اپنی تجاویز کے مطابق تمام فیصلے کروالیتے۔ مسلمانوں نے اُن سے بہت کم مطالبات پر دستخط کردیئے حالانکہ ان سے بہت زیادہ حقوق کا ہم گورنمنٹ آف انڈیا کے ذریعہ فیصلہ کروا چکے تھے۔

غرض کشمیر کے مسلمانوں کی آزادی کا تمام کام میرے ذریعہ سے ہوا۔ اور اس طرح اللہ تعالیٰ نے مجھے اس پیشگوئی کو پورا کرنیوالا بنایا

ضمیر کا قیدی

میں کہ قیدی ضمیر کا ٹھہرا
میری سوچوں پہ بھی لگا پہرا،
جسم ہے شل مشقتوں سے مگر
ترو تازہ ہے روح کا چہرا!

ڈاکٹر مرزا طارق احمد نوشہرہ

خدا تعالیٰ کے کلام کی بے حرمتی نہ کرو ورنہ طریق نجات بھول جانے کا خدشہ ہے (حضرت اقدس)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

رتجگا

محترمہ ڈاکٹر فہمیدہ منیر صاحبہ

رات خدا نے آرام کے لئے بنائی ہے لیکن کبھی کبھی زندگی میں۔ ہر انسان کی زندگی میں چند راتیں یا کوئی نہ کوئی ایسی رات ضرور آتی ہے۔ جب وہ صبح تک جاگتا رہتا ہے۔

☜ یہ رات شادی بیاہ کی رات بھی ہو سکتی ہے۔ جب ڈھولک کی تھاپ اور سہیلیوں کے جھرمٹ میں گیت۔ ٹپے گائے جاتے ہیں ہنسی مذاق کرتے مہندی لگاتے کھاتے پیتے۔ لطیفے سنتے سناتے صبح ہو جاتی ہے۔

☜ یہ رات ایسی بھی ہو سکتی ہے کہ وی سی آر دیکھتے صبح ہو جائے۔

☜ یہ رات وہ بھی ہو سکتی ہے جب دو دوست باہم بہت مدت بعد ملے ہوں۔ باتیں کرتے صبح ہو جائے۔

☜ یہ رات ایک چور کی رات بھی ہو سکتی ہے جو نقب لگانے کے لئے ساری رات آنکھوں میں گزار دے۔ چوری کر سکے یا نہ کر سکے رات گزر جاتی ہے۔ صبح ہو جاتی ہے۔ یہ ایک رات مسافر کی بھی ہو سکتی ہے۔

☜ یہ رات ایک نرس یا ڈاکٹر کی رات بھی ہو سکتی ہے جس نے اپنے فرض اور مریض کی جان بچانے کی خاطر آنکھوں میں کاٹ دی۔ یہ رات بیمار کی بھی ہو سکتی ہے

☜ یہ رات ایک خطیب۔ شاعر۔ ادیب مورخ۔ کالم نگار۔ افسانہ نگار وغیرہ کی بھی ہو سکتی ہے۔

☜ یہ رات ایک چوکیدار۔ ایک سپاہی۔ ایک فوجی۔ ایک مجاہد کی بھی ہو سکتی ہے جس نے حفاظت کی خاطر اپنی جان کی پرواہ نہ کی۔ ایک رات نہیں کئی راتیں جاگ کر گزار دیں۔

☜ یہ رات ایک مرد حق۔ ایک رہبر کی بھی ہو سکتی ہے۔ جس نے اپنے لئے نہیں دین حق کے لئے۔ اپنی قوم کے لئے۔ دنیا کی فلاح کے لئے۔ خدا کے حضور گڑگڑاتے ہوئے۔ روتے ہوئے۔ دعائیں کرتے ہوئے گزار دی۔

☜ آئیے ایک رتجگا ہم بھی کریں۔ ایکبار اتنے عجز و انکسار سے اپنے مولائے حقیقی کے سامنے سجدہ ریز ہوں۔ کہ دل سے غبار نکل جائے۔ عرش کے کنگرے ہل جائیں۔ معصیت و گناہ سے داغدار دامن دھل جائیں۔ کدورتوں کا بوجھ چھٹ جائے۔ انسان ہم عاجز انسان ایک رات اپنے محبوب امام کی خاطر اپنے دینِ حق کی خاطر۔ خدا کے حضور اس طرح جھکیں جس طرح جھکنے کا حق ہے۔ جس طرح آندھیوں میں درخت خمیدہ ہو جاتے ہیں اس سے دعائیں مانگیں ساری رات مانگتے رہیں۔ حق کی فتح کی۔ پابندیوں کی زنجیریں ٹوٹنے کی۔ اسیران راہ مولا کی رہائی کی۔ خدا کے حضور گڑگڑائیں۔ کھڑے کھڑے ہمارے پیر سوج جائیں۔ روتے روتے آنکھوں کا پانی ختم ہو جائے۔ دل دھڑک دھڑک کر یوں مچل جائے کہ گویا امید لے کر ہی بہلے گا۔۔۔ کاش ایک ایسی رات ہماری زندگی میں آجائے۔ جب ہم اپنے خدا کی خاطر۔ اپنے محبوب رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی دینِ حق کی بقا کی خاطر۔ ایک سچے عاشق کی طرح خدا کے دربار میں صرف۔ صرف ایک رات گزاریں۔۔

کہیں جشن ہوتا ہے۔ شادی کا چراغاں ہوتا ہے۔ کوئی فنکشن ہوتا ہے۔ قمقمے جگمگا رہے ہوتے ہیں۔ شامیانے۔ کھنکتے برتن اور مہکتی خوشبوئیں۔ برسوں لوگوں کو یاد رہتا ہے۔ آئیے آج کا رتجگا ایسا جشن بن جائے کہ آنے والی نسلیں یاد رکھیں کہ ان کے بزرگوں نے شادی کیلئے۔ وی سی آر دیکھنے کیلئے۔ کسی دوستی کی خاطر۔ کسی چوری کی خاطر۔ کسی مسافت کی خاطر۔ کسی فرض کی خاطر۔ کسی تحریر کی خاطر۔ کسی حفاظت کی خاطر۔ رتجگا نہیں منایا تھا۔ بلکہ اپنے خدا کی خاطر اپنے محبوب رسول کی خاطر۔ اپنے دین کی بقا کی خاطر رتجگا منایا تھا۔ پیارا خدا ہمیں اس رتجگے کے کیف و سرور کے جو انعامات دے گا۔ وہ رہتی دنیا تک دنیا دیکھے گی ۔۔ اے خدا ہم تیری خاطر۔ اور اپنے گناہوں سے معافی مانگنے اپنی تقصیروں سے درگزر کرانے کی خاطر آج تیرے در پر دھونی رما کر بیٹھ گئے ہیں۔ تیرے در کے فقیر بن گئے ہیں۔ تو اپنی رضا کا مائدہ کھلا دے۔ تو اپنی شفقت و رحمت کی نظر ہم پر کر دے۔ ہم عاصی ہیں ہمیں بخش دے۔ ہم تو تیرے عاجز بندے ہیں تیری بتلائی ہوئی راہوں پر عمل کرنے والے ہیں اے خدا تو ہمارے ہم عصر لوگوں کی آنکھیں کھول دے۔ غفلت کے پردے سرکا دے۔ حق ان پر کھول دے۔ اے خدا ہم سچے ہو کر جھوٹوں کی طرح ذلیل ہو رہے ہیں۔ ہم پر رحم کر دے۔ ہماری جھولی اب خوشیوں سے بھر دے۔ ہم نے تیری خاطر صبر کیا۔ ہمیں اب صبر کا پھل عطا کر دے۔۔۔ اور بہت سی دعائیں جو ہم صرف اور صرف اپنے خدا کے حضور کر سکتے ہیں۔ یہ اپنا اپنا راگ ہے نہ جانے کس کی صدا خدا سن لے ہر ایک کے مانگنے کا انداز جدا ہے۔ نہ جانے کسے خیر مل جائے۔ پھر اس کے گھر سے تو کوئی مانگنے والا خالی نہیں آتا۔ ہمارے مانگنے میں کوئی کسر رہ گئی ہے اس طرح مانگیں

مانگنے جائے سو مر رہے
مرے سو منگن جا

اگر ہم سب مانگنے کی خاطر مٹنے کو تیار ہوں تو کیسے ہو سکتا ہے کہ اس سے نہ ملے ۔ اور ہم کہہ سکیں۔

☜ وفورِ مستی سے جھومتے ہیں
خدا سے باتیں ہیں رتجگے ہیں
بجھی ہے صدیوں کی پیاس دیکھو
محبتوں کے پیام پہنچے

اطلاعات و اعلانات

درخواست دعا

• مکرم ڈاکٹر داؤد احمد صاحب (جو مکرم چوہدری محمود احمد صاحب صدر جماعت احمدیہ شوگر ملز منڈی بہاؤ الدین کے بھائی ہیں) بعارضہ دل کی تکلیف بیمار ہیں۔ نیز ان کی والدہ محترمہ بھی بیمار ہیں۔

• محترمہ آمنہ بیگم صاحبہ بیوہ سید زمان علی شاہ صاحب آف سمندری کے داماد میجر عثمان ناصر صاحب (ابن سید کرم شاہ صاحب آف گوجرہ) بمع اہل و عیال بیرون ملک تشریف لے گئے ہیں۔

احباب ان سب کے لئے دعا کریں۔

> قرآن شریف میں کوئی ایسی بات نہیں ہے جو انسان کو دھوکا دے۔ حضرت بانی سلسلہ

لجنہ اماء اللہ مرکزیہ کے انعامی مقابلہ کی تاریخ میں توسیع

لجنہ اماء اللہ مرکزیہ کی طرف سے صد سالہ جشن تشکر کے موقع پر ایک انعامی مقابلہ کا اعلان کیا جا رہا ہے۔ اب مرکز میں مقالہ بھجوانے کی آخری تاریخ ۱۵ اگست ۱۹۸۹ء کر دی گئی ہے۔ بہترین مقالہ نگار کو ایک ہزار روپیہ انعام دیا جائے گا۔

عنوان: حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی بعثت کے بعد پہلی صدی میں پوری ہونے والی پیشگوئیاں۔

شرائط

۱۔ حجم مقالہ ۱۳ تا ۱۵ فل سکیپ صفحات۔
۲۔ مقالہ خوشخط اور کاغذ کے ایک طرف لکھا ہو۔
۳۔ منتخب شدہ ہر پیشگوئی کب کی۔ کب پوری ہوئی چیدہ چیدہ واقعات۔ عام تاثر پر روشنی۔
۴۔ تحریر غلطیوں سے پاک اور زبان عمدہ ہو
۵۔ مقالہ میں دیئے گئے حوالہ جات درست اور مکمل ہوں نام کتاب اور صفحات کے نمبروں کا اندراج ہو۔
۶۔ مقالہ بھرپور مطالعہ کے بعد خود تحریر کیا جائے۔
۷۔ مقالہ نگاروں کا انٹرویو بھی ہو گا۔

شاہ تاج شوگر ملز میں جلسہ پیشگوئی (فضل عمر)

جماعت احمدیہ شاہ تاج شوگر ملز میں مورخہ ۲۰ فروری ۱۹۸۹ء بروز سوموار بعد از نماز مغرب یوم پیشگوئی (فضل عمر) کا جلسہ زیر صدارت مکرم چوہدری انور احمد صاحب گھمن سیکرٹری تحریک جدید بیت الحمد میں منعقد ہوا۔
جلسہ کا آغاز تلاوت قرآن سے ہوا جو مکرم عبد العلی صاحب نے کی۔ اس کے بعد مکرم منیر اختر صاحب نے نظم پڑھی۔ بعد ازاں مکرم غلام اللہ صاحب اور مکرم نصرت الٰہی صاحب نے پیشگوئی کے بارے میں اور حضرت فضل عمر کی قرآنی خدمات کے بارے میں تقاریر کیں۔ صدر جلسہ ہذا نے اختتامی خطاب فرمایا اور دعا کروائی۔
اس کے بعد مٹھائی تقسیم کی گئی۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ورزش

ڈاکٹر مسعود الحسن نوری کہتے ہیں کہ کسی نے کیا ہی اچھی بات کہی ہے کہ اگر ورزش کو ایک گولی میں تبدیل کیا جا سکے تو یہ واحد ایسی دوا ہو گی جو دنیا بھر کے ڈاکٹر اپنے مریضوں کے لئے تجویز کریں گے وہ کہتے ہیں کہ اس بات کا ثبوت سال بسال پہلے سے بڑھ چڑھ کر مل رہا ہے کہ یہ بیان بہت درست ہے۔ اگر باقاعدگی کے ساتھ ورزش کی جائے تو یہ انسانی جسم کی طاقت کو محفوظ رکھ سکتی ہے کوئی ٹوٹ پھوٹ ہو تو اسے جوڑ توڑ کر کے ٹھیک کر سکتی ہے اور صحت کو عام حالات میں بہتر بنا سکتی ہے۔ ایسے لوگ جو خاص بیماریوں میں مبتلا ہوں یا کسی نہ کسی رنگ میں معذور ہوں وہ بھی ورزش کے پروگرام سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ البتہ ہر وہ شخص جو اپنی جسمانی صحت کو برقرار رکھنے کے لئے پروگرام شروع کرنا چاہے۔ اسکے لئے لازم ہے کہ وہ پہلے ڈاکٹر سے مشورہ کر لے۔ کیونکہ بعض بیماریوں میں بعض قسم کی ورزشیں مفید ہونے کی بجائے مضر صحت ثابت ہو سکتی ہیں۔ اگرچہ عام حالات میں ایسے لوگ بھی جو وہیل چیئر (WHEEL-CHAIR) پر بیٹھتے ہیں کسی نہ کسی رنگ میں ورزش سے مستفید ہو سکتے ہیں۔ بہت سے معمر لوگ سیر تیراکی۔ سائیکل چلانا اور ایسی ہی بعض دیگر ورزشوں سے لطف اندوز ہوتے ہیں۔ جن لوگوں کی صحت پہلے ہی اچھی ہو وہ انکے علاوہ بھی کئی دوسری ورزشوں میں حصہ لے سکتے ہیں۔ یہ یاد رکھنے کی بات ہے کہ ورزش کا پروگرام بنانے کے لئے آپ کی صحت اور استعداد کا صحیح اندازہ ہونا نہایت ضروری ہے۔ بعض دل کی بیماریاں ایسی ہیں کہ انکے پیش نظر جاگنگ خطرناک ثابت ہو سکتی ہے۔ اگرچہ اس سلسلے میں مزید تحقیق کی ضرورت ہے۔ لیکن عام حالات میں جو کچھ اب تک معلوم ہو سکا ہے اس کے پیش نظر کہا جا سکتا ہے کہ بعض ورزشیں دل اور پھیپھڑوں کے لئے خاصی مفید ہیں۔ بلڈ پریشر کو بھی صحیح مقام پر رکھ سکتی ہیں اور ایسے لوگ جنکو جوانی ہی میں ذیابیطس کے لاحق ہونے کا خطرہ ہو انکے لئے بھی مفید ہیں ان ورزشوں سے اعصابی کمزوری بھی دور ہو سکتی ہے اور اعصاب کو خاصی حد تک مضبوط بنایا جا سکتا ہے۔ جوڑوں کے لئے بھی یہ مفید ہیں۔ اگر ورزش کو صحیح قسم کی خوراک کے ساتھ باہم ملا دیا جائے تو آپ کا وزن بھی کم ہو سکتا ہے اور آپ کی بھوک کو بھی اسی حد میں محدود کیا جا سکتا ہے۔ جو آپ کے لئے مفید ہو یہ آپ کو اچھی اور میٹھی نیند سونے میں بھی مدد دے سکتی ہے۔ آپ کے چہرے کو زیادہ خوبصورت بنا سکتی ہے اور آپ کے دل میں اعتماد پیدا کرنے کا باعث بن سکتی ہے آپ کی ذہنی صحت کو بھی بہتر بنا سکتی ہے اور اس طرح آپ کی سوشل لائف کو زیادہ دلچسپ بنانے کا باعث بن سکتی ہے۔ البتہ ہر وہ شخص جو ایک لمبے عرصے سے بے کار رہا ہو اور بیکاری سے یہاں مراد یہ ہے کہ وہ تن آسانی کی زندگی بسر کر رہا ہو۔ اسے بہت جلد اور بہت زیادہ ورزش نہیں کرنی چاہیئے۔ ایسے لوگوں کو ورزش شروع کرنے سے پہلے اپنے ڈاکٹر سے مشورہ لے لینا چاہیئے۔

خاص طور پر اگر انکی عمر ۶۰ سال سے زیادہ ہے یا وہ کسی مرض یا معذوری میں مبتلا ہیں۔ یا اگر وہ کسی خاص قسم کی دوائی استعمال کر رہے ہیں۔ ڈاکٹر یہ اندازہ لگائیں گے کہ آپ کو کس حد تک اور کونسی ورزش کرنی چاہیئے۔ آپ جو ورزش کرنی چاہیں اسکے متعلق بھی ایک حد تک آپ کو خود سوچنا چاہیئے کہ کیا اس ورزش سے آپ خوش ہیں۔ کیا آپ اکیلے ورزش کرنا چاہتے ہیں یا دوسرے لوگوں کے ساتھ مل کر۔ کیا آپ گھر ہی میں ورزش کرنا چاہتے ہیں یا گھر سے باہر۔ کیا آپ صبح کے وقت ورزش کرنا چاہتے ہیں یا شام کے وقت۔ آپ ایسا بھی کر سکتے ہیں کہ ورزش کی مختلف حالتوں میں سے گذر کر آپ یہ اندازہ لگالیں کہ کونسی ورزش آپ کے لئے مفید ہے۔ ہاں یہ یاد رکھیئے کہ ورزش ہمیشہ آہستہ آہستہ شروع کیجئے۔ شلاً پہلے ۵ سے ۱۰ منٹ تک اور پھر آہستہ آہستہ ورزش کے وقت کو بڑھاتے بڑھاتے ۱۵ منٹ تک پہنچ جایئے۔ ایسا کرنے سے آپ کا بدن ورزش کا عادی ہو جائے گا۔ اور ایسی تھکاوٹ جو کوفت پیدا کرے اس سے یہ ورزش آپ کو بچائے رکھے گی۔

آپ کو ہمیشہ اس بات پر غور کرتے رہنا چاہیئے کہ آپ کا جسم آپ کی ورزش کو کس رنگ میں قبول کرتا ہے۔ آپ کو کوفت ہوتی ہے تو اسکا مطلب یہ ہے کہ آپ ضرورت سے زیادہ ورزش کرتے ہیں۔ ٹھہر جائیے۔ ورزش کم کیجئے یا کچھ عرصے کے لئے ورزش چھوڑ دیجئے اگرچہ امکان تو اس بات کا ہے کہ بہت سے لوگ ورزش کرتے ہوئے کوئی تکلیف محسوس نہیں کریں گے۔ وہ خوشی سے ورزش کریں گے اور اس کا انہیں فائدہ ہو گا لیکن اگر ورزش کرتے ہوئے آپ کے سینے میں درد ہو۔ آپ کا سانس پھول جائے یا آپ ویسے ہی اپنے جسم میں بے آرامی محسوس کریں یا آپ کے اعصاب پر اثر ہونے لگے تو سب سے بہتر بات یہ ہے کہ آپ اپنے ڈاکٹر سے مشورہ کریں۔ وہ آپ کو بتائیں گے کہ آپ کو کیا کرنا چاہیئے اور کیا نہیں کرنا چاہیئے۔

(اس مضمون کے لئے ڈاکٹر محمود الحسن صاحب نوری کا ذکر تو ہم نے پہلے ہی کر دیا ہے۔ اب یہ بتانا بھی ضروری سمجھتے ہیں کہ یہ مضمون لاہور کے روزنامہ دی نیشن THE NATION میں چھپا ہے)

جنت وہی ہے جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں ہے

محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ آگے سے آگے بڑھنے کیلئے ہے

ہم نے بے صبری کا کوئی کلمہ منہ سے نہیں نکالنا

سیدنا حضرت مرزا طاہر احمد صاحب امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ کے ارشادات

پس ہمارے لئے تو ایک ہی کسوٹی ہے اور وہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اخلاق ہیں ہمارے گھروں میں آنے والے جتنی مرضی گندی گالیاں دیں۔ حد سے زیادہ دل آزاری کریں۔ تب بھی ہم نے مقابل پر بے صبری کا کوئی کلمہ منہ سے نہیں نکالنا۔ اور جب ہم اُن کے گھر جائیں گے تو ہم دعائیں دے کر ان کے گھر جائیں گے اور اگر وہ ماریں گے بھی تو بھی ہم دعائیں دیتے ہوئے واپس آئیں گے یہ ہے وہ کردار جو زندگی کا کردار ہے۔ اور جو کردار اس کے مقابل پر ہے وہ موت کا کردار ہے۔ تو میں آپ سے کیسے یہ توقع رکھوں کہ آپ زندگی دے کر موت خرید لیں۔ ہرگز نہیں۔ اس سے زیادہ جاہلانہ سودا اور کوئی نہیں ہو گا۔ زندگی کی ہر اس علامت سے چمٹ جائیں جو محمد مصطفیٰ کی سیرت ہے۔ اور اس کے مخالف جتنی بھی علامتیں ہیں وہ موت کی علامتیں ہیں۔ ان سے منہ موڑ لیں۔ اور کبھی بھی آنکھ اُٹھا کر ان کی طرف نہ دیکھیں۔ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ ایمان لانے والے کے لئے کفر کا خیال ایسا ہی ہے جیسے اُسے اُٹھا کر جلتے ہوئے تنور میں پھینک دیا جائے۔ پس ہر وہ چیز، ہر وہ خلق جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقابل پر استعمال ہو وہ جلتا ہوا تنور ہے۔ آپ کبھی اس میں داخل ہونے کا تصور بھی نہ کیجئے۔ جنت وہی ہے جو حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قدموں میں ہے۔ ہمیں یہی جنت کافی ہے۔ اور ہم جانتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صفات حسنہ کے سایہ میں ہم آگے بڑھتے چلے جائیں گے۔ کوئی نہیں جو ہمارے قدم روک سکے۔ یہ سایہ پھیلنے کے لئے بنایا گیا ہے یہ سایہ آگے بڑھنے کیلئے بنایا گیا ہے یہ آگے بڑھے گا اور آگے سے آگے بڑھتا چلا جائیگا۔ اور پھیلتا چلا جائے گا یہاں تک کہ ساری دنیا اس سایہ کی لپیٹ میں آجائے گا۔"

جواہر الکلام

قرآن شریف وہ کتاب ہے جس نے اپنی عظمتوں اپنی حکمتوں، اپنی صداقتوں اپنی بلاغتوں۔ اپنے لطائف و نکات اپنے انوار روحانی کا آپ دعویٰ کیا ہے

قرآن شریف کے بعد کسی کتاب کو قدم رکھنے کی جگہ نہیں کیونکہ جس قدر انسان کی حاجت تھی وہ سب قرآن شریف بیان کر چکا ہے۔

ارشادات حضرت اقدس بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

لجنہ اماء اللہ سویڈن کا پہلا دعوت الی اللہ سیمینار

مورخہ ۱۵ جنوری ۱۹۸۹ بروز اتوار بوقت سوا دو بجے لجنہ اماء اللہ سویڈن کے شعبہ دعوت الی اللہ کے تحت بیت ناصر گاتھن برگ میں خواتین کا پہلا سیمینار منعقد کیا گیا جس میں چودہ عورتوں نے شرکت کی اور محفلِ مذاکرہ میں حصہ لیا۔ ایک غیر از جماعت سویڈش خاتون نے بھی اس سیمینار میں شرکت کی۔

سیمینار کی کارروائی لجنہ اماء اللہ سویڈن کی سیکرٹری دعوت الی اللہ ریحانہ مشہود صاحبہ کی زیر صدارت تلاوت کلام پاک سے شروع ہوئی جو مریم صدیقہ صاحبہ نے کی اور بعد میں اس کا سویڈش ترجمہ بھی پڑھ کر سنایا۔ تلاوت کے بعد لجنہ کے اس شعبہ کے تحت تیار کردہ دو مضامین بعنوان "دعوت الی اللہ اور ہمارے فرائض" اور "ہماری راہ میں رکاوٹیں اور ان کا حل" پڑھ کر سنوائے گئے۔ ان مضامین کو نصرت الطاف صاحبہ اور عنبرین رانا صاحبہ نے پڑھا۔

اس کے بعد محفلِ مذاکرہ منعقد ہوئی جس میں موضوع زیر بحث تھا "سویڈش لوگوں میں دعوتِ الی اللہ کس طرح کی جا سکتی ہے"۔ اس مجلس مذاکرہ میں تمام خواتین نے بڑی دلچسپی سے حصہ لیا اور اپنے خیالات کے اظہار کے علاوہ پیش آمدہ تجربات بھی بیان کئے۔

آخر میں سیکرٹری (دعوت الی اللہ) ریحانہ مشہود صاحبہ نے عورتوں سے متعلق دینی احکامات پر غیروں کی طرف سے کئے گئے بعض اعتراضات کے جوابات پر روشنی ڈالی اجتماعی دعا کے ساتھ لجنہ اماء اللہ سویڈن کا یہ پہلا دعوت الی اللہ سیمینار بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوا۔

ربوہ میں فری بلڈ گروپنگ کیلئے دو کیمپوں کا انعقاد

مکرم انوار احمد خان صاحب ناظم خدمتِ خلق مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ نے اطلاع دی ہے کہ شعبہ خدمت خلق کے زیر انتظام، احمدیہ سٹوڈنٹس پنجاب میڈیکل کالج فیصل آباد کے تعاون سے ربوہ کے تمام محلہ جات میں فری بلڈ گروپنگ کا اہتمام کیا گیا ہے۔

اس سلسلے کا آغاز یکم مارچ بروز بدھ دارالصدر غربی (حلقہ لطیف) سے کیا گیا جس میں محلہ کے احباب نے بھرپور حصہ لیا۔ وقت کی کمی کے باعث بعض خواتین کو واپس جانا پڑا۔ مجموعی طور پر ۴۲ افراد کے خون کا گروپ معلوم کیا گیا۔

جمعہ ۳ مارچ کو اس سلسلے کا دوسرا کیمپ دارالعلوم وسطی میں لگایا گیا۔ یہاں بھی احباب محلہ نے مکمل طور پر تعاون کیا۔ اور ۶۶ احباب شامل ہوئے۔

باقی محلہ جات سے درخواست ہے کہ جس دن ان کے محلہ میں کیمپ کا انتظام کیا جائے، تمام احباب محلہ بھرپور طور پر تعاون کریں۔ اور اس کارِ خیر میں شامل ہو کر اس مہم کو زیادہ سے زیادہ کامیاب بنائیں۔

انفلوئنزا ٹیبلٹس

INFLUENZA TABLETS

پیکنگ ۱۰۰ ٹیبلٹس قیمت ۱۰/-
لٹریچر ۳/- کے ڈاک ٹکٹ بھجوا کر منگوائیں

کیورٹو میڈیسن کمپنی رجسٹرڈ ربوہ

فون سیلز آفس: ۱۷۷ کلینک: ۶۰۶ رہائش ڈائرکٹرز ۶۰۷

ڈرائیونگ سیکھئے

رابطہ کیلئے
فضل نیوز ایجنسی اقصٰی چوک ربوہ فون ۹۸۷
یا
چوہدری منیر رحمان ۳۵/۲ محلہ باب الابواب ربوہ سے رجوع فرمائیں فون نمبر ۳۰۹

ضروری اعلان برائے سہ سالہ انتخاب عہدیداران جماعتہائے احمدیہ

از یکم جولائی ۱۹۸۹ء تا ۳۰ جون ۱۹۹۲ء

جملہ جماعتہائے احمدیہ پاکستان کی آگاہی کے لئے بذریعہ اخبار الفضل اعلان کیا جاتا ہے۔ کہ عہدیداران جماعتہائے احمدیہ کے موجودہ سہ سالہ تقرر کی میعاد ۳۰-۶-۸۹ کو ختم ہو رہی ہے۔ آئندہ تین سالوں ۱-۷-۸۹ تا ۳۰-۶-۹۲ کے لئے عہدیداران جماعت ہائے احمدیہ کے انتخابات جلد از جلد کروائے جانے مطلوب ہیں۔ جن کے لئے ۱۵-۵-۸۹ کی میعاد مقرر کی جاتی ہے۔ اس میعاد کے اندر اندر تمام عہدیداران کے انتخاب ہو کر نظارت علیاء میں پہنچ جائیں۔ تاکہ ضروری کارروائی کے بعد بر وقت جماعتوں کو نئے عہدیداران کی منظوریاں بھجوائی جا سکیں۔

جملہ انتخابات عہدیداران قواعد کے مطابق ہونے چاہئیں تاکہ ان کو مکمل کروانے پر سلسلہ کا قیمتی وقت ضائع نہ ہو۔

جملہ امراء مقامی و صدر صاحبان اس بات کا خاص خیال رکھیں کہ انتخاب عہدیداران کے وقت انتخابی میٹنگ (یا مجلس انتخاب) کا صدر ایسے دوست کو نامزد کیا جائے۔ جس کا نام امیر مقامی یا صدر مقامی کے عہدہ کے لئے پیش نہ ہو سکتا ہو بہتر ہوگا کہ عہدیداران کا انتخاب مربیان سلسلہ و معلمین و انسپکٹران بیت المال آمد یا امیر ضلع یا انکے کسی نمائندہ کی زیر صدارت کروایا جائے۔

بقیہ: اخبار احمدیہ

واقعی ہیں ہم اسی میں جس میں تیری رضا ہو۔

بلانے والا ہے سب سے پیارا
اسی پہ اے دل تو جاں فدا کر

بزرگان سلسلہ اور احباب جماعت سے دردمندانہ درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس معصوم جان کے صدقے ہمارے گناہوں اور کوتاہیوں کو معاف فرمائے۔ اسکے بہن بھائیوں اور اس کے چاہنے والوں کو صبر کی توفیق دے اور اس سے جنت میں پیار اور محبت کا سلوک کرتے ہوئے اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔

ضروری اعلان

جامعہ نصرت میں جو بین الکلیاتی ادبی مقابلہ جات ۷، ۸ مارچ کو ہو رہے تھے وہ یونین کے الیکشن کی وجہ سے تا اطلاع ثانی ملتوی کئے جاتے ہیں۔

پرنسپل جامعہ نصرت

• میری والدہ محترمہ کو بائیں طرف فالج کا حملہ ہوا ہے۔ حالت پریشان کن ہے۔ احباب کرام سے درخواست ہے کہ والدہ موصوفہ کی صحت یابی کے لیے دعا کریں۔

ڈاکٹر فہمیدہ منیر۔ ربوہ

خبریں

• وزیر اعظم محترمہ بے نظیر بھٹو نے کہا ہے مڈ ٹرم الیکشن منعقد کرنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ انہوں نے کہا کہ انہوں نے اراکینِ اسمبلی کو انتخابات کی تیاری کا کوئی حکم نہیں دیا۔ انہوں نے مزید کہا کہ مہاجر قومی موومنٹ سے معاہدہ ٹوٹنے کا کوئی خطرہ نہیں ہے۔

• ادارہ منہاج القرآن کے بانی و سرپرست اعلیٰ پروفیسر ڈاکٹر طاہر القادری نے اتفاق جامع مسجد ایچ بلاک ماڈل ٹاؤن سے اپنے خطبہ جمعہ کا سلسلہ بند کر دیا ہے۔ انہوں نے میاں نواز شریف اور ان کے بھائیوں کے ساتھ اپنا تعلق ختم کرنے کا اعلان کر دیا۔ انہوں نے کہا کہ انہوں نے کبھی اتفاق برادرز سے مالی فائدہ حاصل نہیں کیا۔ انہوں نے کہا کہ آئندہ خطبہ جمعہ کی جگہ کے بارے میں آئندہ اعلان کریں گے۔